محمد افضل صفی
اسسٹنٹ پروفیسر
شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج، کروڑلعل عیسن

احمد فراز کی شاعری میں ’’حروف‘‘ کا استعمال

ABSTRACT

The use of "Huroof" (words) in the Poetry of Ahmad Faraz
By Muhammad Afzal Safi, Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. College, Karor Lal Esan.

Ahmed Faraz`s poetry is replete with diversity of thoughts and attributes. His Poetry comprises diverse themes (Especially resistance and romance, etc), it has a specific artistic mode. He is wellversed in subtlety of language and expression. In this article, the reseacher has concentrated on those huroof (words) which Faraz has frequently used in his poetry. While using huroof (words), Faraz has completely observed the rules. In his verse, huroof (words) are used in such a manner that they are no more huroof (words), rather they seem an integral part of nouns and verbs along with the observance of rules and regulations. The use of words is specialization of Faraz`s poetry at a creative level.

احمد فراز کا شمار بیسویں صدی کے نصف آخر میں ابھرنے والے ان شعرا میں ہوتا ہے جو شعر و ادب کی دنیا میں نہ صرف انقلاب لائے بلکہ انھوں نے آئندگان کے لیے نئی راہیں بھی متعین کر دیں۔ احمد فراز صاحبِ اسلوب شاعر ہے اس نے ’’جہاں انسان کی محرومیوں، مظلومیتوں اور شکستوں کو اپنی غزل اور نظم کا موضوع بنایا ہے وہیں وہ ظلم و جبر کے عناصر اور آمریت و مطلق والعنانی پر بھی ٹوٹ کر برسا ہے۔‘‘(۱) احمد فراز ترقی پسند تحریک کا نمائندہ شاعر ہے اُس کی شاعری میں جذبۂ انسان دوستی بدرجہ اتم موجود ہے۔ فراز نے ہمیشہ مظلوم، مجبور انسانوں کے حق میں آواز بلند کی وہ مصلحت سے کوسوں دور تھا اس نے ہمیشہ ظالم و جابر حاکموں کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ ’’فراز کا فکری تعلق اُس مسلک سے تھا جس کا آغاز حسرت نے کیا۔ اور جسے فیض احمد فیض، اختر الایمان، ساحر لدھیانوی اور احمد ندیم قاسمی جیسے خواب دیکھنے والوں نے انتہا تک پہنچایا۔(۲) فراز کی شاعری جہاں مضبوط فکری روایت سے جڑی ہوئی ہے وہیں فنی لحاظ سے بھی اپنا خاص مزاج رکھتی ہے۔ یہاں احمد فراز کی شاعری میں استعمال ہونے والے ’’حروف‘‘ پر بحث مقصود ہے۔ ’’اسم اور فعل کے ملانے کے لیے جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں ان کو حرف کہتے ہیں۔‘‘(۳) زبان میں حروف کے استعمال کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں حروف کا استعمال نہ صرف ابلاغ کی تاثیر میں

اضافہ کرتا ہے بلکہ اس کے بغیر بات مکمل نہیں ہوسکتی۔ حرف، تذکیر و تانیث کی قید سے آزاد ہوتے ہیں اسم اور فعل سے ملے بغیر معنی نہیں دیتے۔ اردو میں تو اضافت کے بھی حرف ہیں جو مضاف الیہ کے ساتھ آتے ہیں۔ مرکب حرف بامعنی اور مفرد بے معنی ہوتے ہیں۔ حروف کی اکیلے کوئی حیثیت نہیں ہوتی البتہ لفظ سے الگ اپنی شناخت ضرور برقرار رکھتے ہیں۔

مولوی عبدالحق کے نزدیک : حروف وہ غیر مستقل الفاظ ہیں جو تنہا (بولنے یا لکھنے میں کوئی خاص معنی پیدا نہیں کرتے، جب تک کسی جملے میں یا دوسرے الفاظ کے ساتھ استعمال نہ ہوں) جیسے کو، تک، جب وغیرہ [۴] احمد فراز کی شاعری میں حروف کا استعمال تخلیقی سطح پر نہایت فنکارانہ انداز میں ملتا ہے۔ ان کی شاعری میں حروف، اسما اور افعال کے ساتھ نہایت عمدگی سے استعمال ہوئے ہیں۔ جس کے نتیجے میں اشعار کی گہری معنویت، موسیقیت اور غنایت سے ہم آغوش ہوگئی ہے۔ حروف کی بیشتر اقسام ہیں لیکن یہاں صرف ان حروف پر بات کی جائے گی جو احمد فراز کی شاعری میں بکثرت موجود ہیں یعنی حروفِ ربط، حروفِ عطف مع اقسام۔ علاوہ ازیں حروف تخصیص، فجائیہ، ندائیہ، استفہامیہ اور تمنا وغیرہ کا استعمال احمد فراز کی شاعری میں خاصی مقدار میں موجود ہے ان حروف کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

ا۔ ربط:

حروف ربط وہ حروف ہیں جو ایک لفظ کا تعلق دوسرے لفظ سے ظاہر کرتے ہیں۔ عموماً اسم یا ضمیر کی حالت کا پتا دیتے ہیں کہ حالت فاعلی ہے مفعولی ہے یا اضافی ہے۔ انھیں تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(ا) کا، کے، کی (۲) نے (۳) کو، تئیں، میں، تک، پر ہے

احمد فراز کی شاعری میں اِن تمام حروف کا استعمال نہایت سلیقے سے ملتا ہے۔ تمام کی مثالیں دینے سے بات لمبی ہو جائے گی۔ تینوں حصوں میں سے ایک ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔

ا۔ (کے) کا استعمال: (اسم ضمیر کی اضافی حالت)

اس کے خرامِ ناز سے ایسی قیامتیں اُٹھیں
اب کے تو مات کھا گئی چرخِ کہن کی چال بھی[۵]

۲۔ (نے) کا استعمال: (اسم ضمیر کی فاعلی حالت)

ہم نے اس حد سے کیا اپنے سفر کا آغاز
پر فرشتوں کے بھی جلتے ہیں جہاں سے آگے[۶]

۳۔ (کو) کا استعمال: (اسم ضمیر کی مفعولی حالت)

مرے غنیم نے مجھ کو پیام بھیجا ہے
کہ حلقہ زن ہیں مِرے گرد لشکری اُس کے[۷]

حرفِ عطف:

حروف عطف دو یا دو سے زیادہ لفظوں یا دو جملوں کو ملاتے ہیں۔ ان کی کئی اقسام ہیں: (۱) وصل (۲) تردید (۳) استدراک (۴) استثنا (۵) شرط (۶) علّت۔ احمد فراز کی شاعری میں تمام حروف نہایت قرینے سے استعمال ہوئے ہیں۔ تمام حروف کی مثالیں دینا بات کو طویل کر دے گا اس لیے کم سے کم مثالیں دینے پر اکتفا کرتا ہوں۔

وصل: کے لیے، کہ، و، یا، اور وغیرہ ہیں

یہ تمام حروفِ وصل احمد فراز کی شاعری میں نہایت عمدگی سے استعمال ہوئے ہیں جن میں سے ''کہ''، ''و'' کا استعمال نسبتاً زیادہ ہوا ہے۔

ہر گھر کا دیا گل نہ کرو تم کہ نہ جانے
کس بام سے خورشیدِ قیامت نکل آئے[۸]

انجم و مہر و ماہتاب، سرو صنوبر و گلاب
کس سے تجھے مثال دوں، ہو تو کوئی مثال بھی[۹]

تردید: نہ نہ، خواہ، چاہے

یہ تینوں صورتیں احمد فراز کی شاعری میں موجود ہیں:

محبتیں تجھے اتنی ملیں کہ دل میں ترے
نہ دشمنی نہ عداوت نہ ضد نہ بغض نہ کد[۱۰]

استدراک:

جہاں یہ لفظ آتے ہیں وہاں جملوں کے مضمون کا شک و شبہ رفع ہو جاتا ہے۔ احمد فراز کی شاعری میں حروف استدراک ''پر''، ''لیکن'' اور ''بلکہ'' موجود ہیں البتہ ''بلکہ'' کا استعمال نسبتاً کم ہوا ہے۔ ان کی شاعری میں حروفِ استدراک عموماً

دو حالتوں میں استعمال ہوتے ہیں:

۱۔ پہلے والی بات کی مخالفت کے لیے

۲۔ توسیعِ معانی کی بنا پر تبدیلی کے لیے

سخت جاں ہیں پر ہماری استواری پر نہ جا
ایسے ٹوٹیں گے ترا اقرار بن جائیں گے ہم(۱۱)

اپنی ہی آواز کو بیشک کان میں رکھنا
لیکن شہر کی خاموشی بھی دھیان میں رکھنا(۱۲)

استثنا: الا، مگر

ڈاکٹر مولوی عبدالحق کے مطابق: حروف عطف جو استثنا کے لیے آتے ہیں۔ اِلّا مگر اور بعض اوقات لے کر(۱۳) آتے ہیں۔ احمد فراز کی شاعری میں ''الا'' کی نسبت ''مگر'' کا استعمال بکثرت ملتا ہے۔ ''الاّ'' کا استعمال تو نہ ہونے کے برابر یعنی بہت کم ہے مگر کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

مجھے وفا کی طلب ہے مگر ہر اک سے نہیں
کوئی ملے مگر اس یارِ بے وفا کی طرح(۱۴)

رفاقتوں سے مرا ہوں مسافتوں سے نہیں
سفر وہی تھے مگر ہم سفر نہ تھے ایسے(۱۵)

شہر والوں کی محبت کا میں قائل ہوں مگر
میں نے جس ہاتھ کو چوما، وہی خنجر نکلا(۱۶)

لگتا ہے احمد فراز کو حرف استثنا میں سے ''مگر'' بہت پسند ہے۔ شاید اس لیے کہ ''مگر'' کے استعمال سے بات میں زور پیدا ہو جاتا ہے۔ گو جتنی قطعیت ''الا'' میں ہے، اتنی ''مگر'' میں نہیں ''مگر'' سے استثنا کی جو صورت پیدا ہوتی ہے، وہ اردو شاعری کے لیے بہت موزوں ہے۔

شرط:

وہ حروف جو شرط کے لیے استعمال ہوں۔ احمد فراز کی شاعری میں حروف شرط ''جو''، ''اگر'' وغیرہ بکثرت استعمال ہوئے ہیں:

ہم کہ منت کشِ صیاد نہیں ہونے کے
وہ جو چاہے بھی تو آزاد نہیں ہونے کے(۱۷)

تو ملتفت اگر ہے تو ہر درد کی دوا
یہ کیا ضرور ہے کہ مری جاں ضرور ہو(۱۸)

علت:

حروف علت عموماً سبب کے ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ وہ یہ ہیں: سو، پس، اس لیے، لہٰذا، بنا بریں، کیوں کہ، تا، تا کہ، مبادا:

اِن میں سے کم و بیش تمام حروف احمد فراز کی شاعری میں بکثرت استعمال ہوئے ہیں البتہ بنا بریں اور مبادا کا استعمال کم ہوا ہے:

سو دیکھ کر ترے رخسار و لب یقین آیا
کہ پھول کھلتے ہیں گلزار کے علاوہ بھی(۱۹)

مبادا کل کسی بسمل پہ رحم آ جائے
کچھ اور روز ابھی تیغِ ناز ہم پر کھینچ(۲۰)

حروفِ تخصیص:

مفہوم کو کسی متعین چیز کے ساتھ خاص کرنے والے حروف، حروفِ تخصیص کہلاتے ہیں احمد فراز کی شاعری میں حروف ''ہی''، ''تو ہی'' کا استعمال کثرت سے، ملتا ہے:

میں مر مٹا تو وہ سمجھا یہ انتہا تھی مری
اسے خبر ہی نہ تھی، خاک کیمیا تھی مری(۲۱)

اک ذرا رنگ پہ آئے تو سہی جوشِ بہار
اک ذرا ڈھنگ کا موسم ہو تو دیوانہ کھلے[۲۲]

فجائیہ:

جو الفاظ جوش و جذبے کی حالت میں بے تحاشا زبان سے نکل پڑتے ہیں، انھیں فجائیہ حروف کہتے ہیں۔ اِن کے ذریعے عموماً خوشی، غم، تاسف، نفرت یا تجسس کا اظہار ہوتا ہے۔ ہر پہلو سے اِن کی الگ الگ صورتیں بنتی ہیں۔ یہاں سب پر بات کرنا ممکن نہیں۔ احمد فراز کی شاعری سے دو مثالیں ملاحظہ ہوں:

رنج و تاسف کے اظہار کی مثال:

ہائے وہ صبح تمنا کہ نہ دیکھو گے فرازؔ
ہائے اُن شمعوں کی قسمت کہ جلائے تم ہو[۲۳]

نفرت کے اظہار کی مثال:

سرِ دربار ستادہ ہیں پئے منصب و جاہ
تُف بر اہلِ سخن و خلعت و دستار پہ خاک[۲۴]

ندائیہ:

ندا کے معنی آواز، صدا یا پکار کے ہیں۔ ندائیہ وہ حروف ہیں جو کسی کو مخاطب کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ احمد فراز کی شاعری میں ندائیہ کی عموماً تین صورتیں بکثرت موجود ہیں۔

۱۔حرفِ ندا ''اے'' کے ساتھ مختلف مرکبات و تراکیب کا استعمال۔

۲۔حرف ندا ''اے'' کے ساتھ کسی واحد لفظ کا استعمال۔

۳۔حرف ندا ''الف'' کا استعمال۔

۱۔حرف ندا ''اے'' کے ساتھ مرکبات و تراکیب کا استعمال مثلاً اے سیہ فام حسینہ، اے مرے پاگل شاعر، اے مری ارضِ وطن، اے جانِ سخن، اے شہرِ درد، اے ہاتفِ اسرار، اے شام کے آخری پرندے، اے دل زدگاں، اے خانماں خراب، اے کشتۂ غم، اے نگارِ شہر، اے برگِ ناگہاں، اے مفتیء بدکیش وغیرہ کا استعمال احمد فراز نے نہایت خوب صورتی سے کیا ہے۔ مثال دیکھیے:

اے سیہ فام حسینہ ترا عریاں پیکر
کتنی پتھرائی ہوئی آنکھوں میں غلطیدہ ہے(۲۵)

۲۔حرفِ ندا ''اے'' کے ساتھ کسی واحد لفظ کا استعمال مثلاً اے خدا، اے دل، اے جاں، اے شہر وغیرہ استعمال کیے گئے ہیں:

ہیں بھی جو تنک خو تو زمانے کے لیے ہیں
اے جاں! کبھی ہم نے ترا فرماں نہیں پھیرا(۲۶)

۳۔حرفِ ندا الف کی صورت میں داورا!، ساقیا!، ناصحا!، درویشا! وغیرہ کا استعمال احمد فراز کے ہاں موجود ہے۔ مثال دیکھیے:

ساقیا! تو نے تو میخانے کا یہ حال کیا
بادہ کش محتسبِ شہر کے گن گاتے ہیں(۲۷)

احمد فراز زبان و بیان کے اسرار و رموز سے بخوبی واقف ہے ندائیہ میں تخاطب اور مکالمے کا انداز ہوتا ہے جہاں وہ تخاطب اور مکالمے سے کام لیتا ہے وہاں فعلیت کا عنصر ضرور پایا جاتا ہے۔ کیوں کہ تخاطب اور مکالماتی صورتحال میں فعلیت لازمی ہوتی ہے البتہ جہاں فعلیت ہو وہاں تخاطب یا مکالماتی انداز ضروری نہیں بقول گوپی چند نارنگ ''تخاطب اور مکالمے کے لیے فعلیت شرط ہے فعلیت کے لیے تخاطب یا مکالمہ شرط نہیں۔(۲۸)

استفہامیہ حروف: کیا، کیوں، کون، کہاں، کب وغیرہ ہیں

یہ حروف سوال کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ احمد فراز کی شاعری میں حروف استفہام کا استعمال اکثر اوقات استفہامِ انکاری اور استفہامِ تقریری کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ استفہام دراصل احمد فراز کے مزاج کا حصہ ہے۔ استفہامِ انکاری اور استفہامِ تقریری کے ذریعے وہ سماج کے اخلاقی، معاشی معاشرتی اور سماجی رویوں پر سوال اٹھاتے ہیں استفہامِ انکاری کی مثال دیکھیے:

کون سچ کہتا ہے سچ سنتا ہے کون
میں بھی جھوٹا تو بھی جھوٹا اور کیا(۲۹)

استفہامِ تقریری کی مثال:

کب رگ و پے میں نہ تھا درد کا قاتل نشتر
آج پیوستِ رگِ جاں ہے بیادِ جاناں(۳۰)

حروفِ تمنا: کاش، کاش کہ وغیرہ

حرف تمنا کے ذریعے کسی خواہش یا تمنا کا اظہار کیا جاتا ہے۔ احمد فراز کی شاعری میں حرفِ تمنا کا استعمال بطور خاص ان کی نظریاتی اساس کے پس منظر میں ہوا ہے۔ احمد فراز کا دیگر ہم عصر شعرا میں اختصاص یہ ہے کہ جہاں بھی انھوں نے حرفِ تمنا کا استعمال کیا شعر کی معنویت کھل کر سامنے آ گئی جس سے ہمہ قسمی معنوی تشنگی کا شائبہ تک نہیں رہتا۔

میں تو ہر طرح کے اسبابِ ہلاکت دیکھوں
اے وطن کاش! تجھے اب کے سلامت دیکھوں (۳۱)

احمد فراز کی شاعری میں ہمہ قسمی حروف میں سے جن جن کا استعمال ہوا ہے، نہایت سلیقے اور قرینے سے ہوا ہے۔ اکثر مقامات پر حروف محض حروف نہیں رہتے بلکہ پوری معنویت میں اس طرح گھل مل جاتے ہیں کہ انھیں نکال دیا جائے تو بات نہ صرف نامکمل رہتی ہے بلکہ بے مزہ بھی ہو جاتی ہے۔ احمد فراز اسم اور فعل کے ساتھ حروف کی بندش اس قدر عمدہ انداز میں کرتے ہیں کہ حرف، الفاظ کا جزو بن کر بامعنی اور پرلطف ترکیب کی صورت اختیار کر لیتا ہے احمد فراز کی تراکیب سازی اور لفظی دروبست میں حروف کا استعمال ان کے فنکارانہ مزاج کا نشان گر ہے۔

حواشی

(۱) احمد ندیم قاسمی، احمد فراز کی شاعری: ایک تاثر، مشمولہ کتاب، بیادِ احمد فراز، جلد ۴۰۔ ۴۱، شمارہ اکتوبر ۲۰۰۸ء۔ اپریل ۲۰۰۹ء، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن)، ص ۳۶، ۳۵

(۲) پروفیسر ڈاکٹر افتخار بیگ، احمد فراز: اداسیوں میں لپٹا شرر، مشمولہ ماہِ نو، لاہور، فراز نمبر، جلد ۲۲، شمارہ ۱، جنوری ۲۰۰۹ء

(۳) خواجہ عبدالرؤف عشرت، اردو صرف نحو کا خاکہ مشمولہ، اردو میں لسانیاتی تحقیق، مرتبہ ڈاکٹر عبدالستار دلوی، (بمبئی: گوکل اینڈ کمپنی اورینٹل بک سیلر اینڈ پبلشرز، ۱۹۷۱ء)، ص ۱۸۲

(۴) ڈاکٹر مولوی عبدالحق، قواعدِ اردو، (لاہور: سیونتھ سکلی پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء)، ص ۹۶

(۵) احمد فراز، غزل بہانہ کروں، (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء)، ص ۲۲

(۶) ایضاً، اے عشق جنوں پیشہ، (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء)، ص ۱۱۲

(۷) ایضاً، بے آواز گلی کوچوں میں، (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء)، ص ۱۱۶

(۸) ایضاً، جاناں جاناں، (لکھنؤ: دین و ادب، ۱۹۷۹ء)، ص ۲۲

(۹) ایضاً، غزل بہانہ کروں، محولہ بالا ص ۲۲

(۱۰) ایضاً، خواب گل پریشاں ہے، (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء)، ص ۳۳

(۱۱) ایضاً، غزل بہانہ کروں، محولہ بالا ص ۲۷

(۱۲) ایضاً، بے آواز گلی کوچوں میں، محولہ بالا ص ۶۲

(۱۳) مولوی عبدالحق، قواعدِ اردو، محولہ بالا، ص ۱۶۷
(۱۴) احمد فراز، نایافت، (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء)، ص ۱۱۰
(۱۵) ایضاً، نابینا شہر میں آئینہ، (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء)، ص ۱۷
(۱۶) ایضاً، پس انداز موسم، (دہلی: کتابی دنیا، ۲۰۰۲ء)، ص ۹
(۱۷) ایضاً، غزل بہانہ کروں، محولہ بالا، ص ۲۹
(۱۸) ایضاً، پس انداز موسم، محولہ بالا، ص ۴۸
(۱۹) ایضاً، اے عشق جنوں پیشہ، محولہ بالا، ص ۱۷۷
(۲۰) ایضاً، خواب گل پریشاں ہے، محولہ بالا، ص ۶۵
(۲۱) ایضاً، غزل بہانہ کروں، محولہ بالا، ص ۳۵
(۲۲) ایضاً، خواب گل پریشاں ہے، محولہ بالا، ص ۹۷
(۲۳) ایضاً، بے آواز گلی کوچوں میں، محولہ بالا، ص ۷۶
(۲۴) ایضاً، اے عشق جنوں پیشہ، محولہ بالا، ص ۱۶۵
(۲۵) ایضاً، تنہا، تنہا، (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء)، ص ۴۶
(۲۶) ایضاً، پس انداز موسم، محولہ بالا، ص ۳۳
(۲۷) ایضاً، نابینا شہر میں آئینہ، محولہ بالا، ص ۲۰
(۲۸) گوپی چند نارنگ، ادبی تنقید اور اسلوبیات، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء، ص ۱۷۰
(۲۹) احمد فراز، اے عشق جنوں پیشہ، محولہ بالا، ص ۶۴
(۳۰) ایضاً، بے آواز گلی کوچوں میں، محولہ بالا، ص ۳۹
(۳۱) ایضاً، نابینا شہر میں آئینہ، محولہ بالا، ص ۳۹

مآخذ

(۱) احمد فراز، غزل بہانہ کروں، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء
(۲) ـــــــ، اے عشق جنوں پیشہ، ـــــــ، ۲۰۰۷ء
(۳) ـــــــ، بے آواز گلی کوچوں میں، ـــــــ، ۲۰۱۵ء
(۴) ـــــــ، جاناں جاناں، لکھنؤ: دین و ادب، ۱۹۷۹ء
(۵) ـــــــ، خواب گل پریشاں ہے، اسلام آباد، دوست پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء
(۶) ـــــــ، نایافت، ـــــــ، ۲۰۱۴ء
(۷) ـــــــ، نابینا شہر میں آئینہ، ـــــــ، ۲۰۱۵ء
(۸) ـــــــ، پس انداز موسم، دہلی: کتابی دنیا، ۲۰۰۲ء
(۹) ـــــــ، تنہا، تنہا، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء

(۱۰) دلوی، عبدالستار، ڈاکٹر، (مرتب)، اردو میں لسانیاتی تحقیق، بمبئی: گوکل اینڈ کمپنی اورینٹل بک سیلر اینڈ پبلشرز، ۱۹۷۱ء
(۱۱) عبدالحق، مولوی، ڈاکٹر، قواعدِ اردو، لاہور: سیونتھ سکائی پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء
(۱۲) نارنگ، گوپی چند، ادبی تنقید اور اسلوبیات، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء

رسائل

(۱) کتاب، بیادِ احمد فراز، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، جلد ۴۰-۴۱، اکتوبر ۲۰۰۸ء- اپریل ۲۰۰۹ء
(۲) ماہِ نو، لاہور، احمد فراز نمبر، جلد ۲۲، شمارہ ۱، جنوری ۲۰۰۹ء